قرآن اپنے متعلق کیا کہتا ہے؟

از جناب مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

(۵)

بصائر موعظت اور بصیرت توام ہیں کیونکہ جس کو بصیرت نصیب ہو جائے وہی موعظت بھی حاصل کر سکتا ہے اور جو نصیحت حاصل ہی نہ کرنا چاہتا ہو اُس کو بصیرت سے کیا سروکار بلکہ یوں کہیے کہ عبرت و نصیحت درحقیقت بصیرت کا قدرتی نتیجہ ہیں، جب قرآن "موعظۃ" ہے تو اس کو بصیرت بھی ضرور ہونا چاہیے ورنہ شجرِ بے ثمر اور گلِ بے رنگ و بو کی طرح ہو کر رہ جائے گا جو اُس کی شانِ رفیع کے قطعاً خلاف ہے۔

"بصیرت" اپنے معانی اور مدلولات کے لحاظ سے وسیع المعنی لفظ ہے۔ قلبی عقیدہ، علم یقین، یقینی معرفت۔ عبرت، حجت، برہانِ روشن، فطانت، قلب میں ادراکِ تام و کامل کا حصول، یہ سب ایک ہی حقیقت کا بیان ہیں اور آخری معنی "بصارت" کے مقابل ہیں یعنی آنکھوں کے مشاہدہ سے کسی شے کا کامل احساس "بصارت" ہے اور قلب سے کامل ادراک کا نام "بصیرت" ہے، چنانچہ آیات "لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ" اور "بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ" اس فرق کو نمایاں کرتی ہیں۔

پس قرآن بلاشبہ ان تمام معانی اور مطالب کی روشنی میں "بصیرت" ہے، وہ کہتا ہے کہ میں صرف اپنی ظاہری شکل و صورت اور اپنے الفاظ و نقوش کی ہیئت و ترتیب میں "کتاب" اور "قرآن" نہیں ہوں بلکہ اس لیے بھی ہوں کہ قلبِ انسانی کے لیے ایک روشن عقیدہ اور واضح اعتقاد ہوں، لہٰذا صرف زبان سے میری صداقت کا اقرار کافی نہیں ہے بلکہ قلبی یقین

کی مطابقت بھی اس کے لیے لازمی اور ضروری ہے اور یہ کیوں ہے اس لیے کہ میں ظنون و اوہام وساوس و ہواجس اور خیالات و قیاسات نہیں ہوں بلکہ "علم یقین" اور "یقین جازم" ہوں اور میری تعلیم اور مجھ سے حاصل کردہ معرفت یقین محکم پر مبنی ہے۔ میں ذخیرہ "عبرت" بھی ہوں اور خزانہ "حجت و برہان" بھی، میں خود بھی "فطانت" ہوں اس لیے کہ قول حکیم ہوں اور دوسروں کی فطانت کے لیے دلیل راہ بھی ہوں اور ہر ایک مدرک حقیقت کے لیے آئینہ ادراک کامل بھی۔

اگر بصارت میرے نقوش و الفاظ اور نظم و ترتیب سے اعجاز کا مشاہدہ کرتی ہے تو میرے معانی و مفاہیم اور مطالب و مدلولات عقل و خرد اور قلب صادق کے لیے "بصیرت" کا آئینہ دکھاتے ہیں۔

غور کرو! کہ توحید خالص کی حقیقت تک کس نے پہنچایا، رسالت سے متعلق افراط و تفریط کی گمراہی سے بچا کر طریق مستقیم کس نے دکھایا، کائنات رنگ و بو میں وہ کون سی الہامی کتاب ہے جس نے ایک "اُمّی" کی معرفت دینی و دنیوی نظام کامل کا معجزانہ مظاہرہ کیا اور ماضی کے سارے زمانوں کو مستقبل کے لیے جہاں بیں و جہاں بان بنایا، ماضی کے مٹے ہوئے نقوش اور دھندلے خاکوں کو کدورت سے صاف کر کے کس نے بساط عالم پر روشن کیا اور مستقبل کے پردہ ہائے غیب کو چاک کر کے کس نے عروج و زوال اور ہدایت و ضلالت اقوام کو روشناس کرایا۔ اُمم ماضیہ اور اقوام سالفہ کے عبرت آموز اخبار و واقعات کو پیش کر کے رشد و ہدایت اور عبرت و موعظت کے لیے کس نے سامان مہیا کیا اور ملل حقہ میں وحدت ادیان کا فراموش شدہ قانون کس نے دہرایا اور معاش و معاد کو توام بنا کر کس نے حیات مستعار کا پیوند حیات سرمدی کے ساتھ لگایا ہو اگر ان سب سوالات کا جواب صرف اکائی سے دینا چاہتے ہو تو اُس صورت میں یہی کہنا پڑے گا کہ ایسا منظم دستور، محکم قانون، جازم عقیدہ، کامل فطانت، اور ادراک تام "قرآن" ہی ہے جو سر بسر "بصیرۃ" ہی "بصیرۃ" ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علما تفسیر نے اس کے مقام بصیرۃ کو "علم" سے تعبیر کیا ہے یعنی